السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(ٹیکسوں کے بارے میں اسلام کا کیا حکم ہے؟ (فتاویٰ الامارات: 68

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

!وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد

ٹیکس کہ جسے چنگی کا نام دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے تمام علماء کے درمیان یہ متفق مسئلہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے۔ صرف ایک صورت میں جائز ہے کہ جس کے بارے میں امام شاطبی اپنی "الاعتصام" میں تفصیل سے گفتگو :کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

"وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ"

یہ مطلق عام ہے اور اسلام میں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے تو اس کی کتاب وسنت میں کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ کچھ احادیث کے عموم کے مخالف بھی ہے کہ جن میں مطلق طور پر بدعت کی مذمت کی گئی ہے جس طرح بخاری :ومسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے

"مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"

جس نے ہمارے اس دین کے معاملے میں کوئی نئی چیز داخل کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

امام شاطبی اپنی اس کتاب کچھ اور بھی چیزیں لایا ہے کہ جن کو "مصالح مرسلہ" کہا جاتا ہے کہ جو متاخرین پر مختلط ہوگئے انہوں نے اسے بدعت حسنہ کہنا شروع کر دیا۔

جبکہ دونوں کے درمیان بالکل علیحدگی ہے۔ مصلحت مرسلہ وہ ہے کہ جو زمانے یا جگہ کے اعتبار سے کسی شرعی مصلحت کی وجہ سے ثابت ہوتی ہے۔ اس کا بدعت حسنہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بدعت حسنہ وہ ہوتی ہے کہ جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی بندگی وقرب حاصل کرنا ہو، تو اس طرح کہ اضافہ کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے بھی اسلام میں کوئی نیا کام شروع کیا۔ بدعت حسنہ کے عقیدے سے تو تحقیق اس نے یہ سمجھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت میں خیانت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا کرو۔

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ۳ ... سورة المائدة

امام شاطبی شرعاً ٹیکس لگانے کا قائل ہیں اور اس کی تاکید بھی کرتے ہیں لیکن وہ ٹیکس ہمارے ممالک میں آج کل نافذ کردہ ٹیکسوں کے خلاف ہیں کہ جس طرح آج کل بہت سارے اسلامی ممالک میں جو ٹیکس لینے کے قوانین موجود ہیں۔

تو یہ جائز نہیں کہ آپ ٹیکسوں کو آسمان سے اترا ہوا اللہ کا حکم سمجھ کر نافذ کردیں، لیکن بعض اوقات اگر حالات ایسے ہوں تو ٹیکس لگایا جاسکتا ہے۔

مثلاً: کسی ایک اسلامی ملک پہ کوئی حملہ کردیتا ہے اور قومی خزانہ میں اتنی رقم نہیں ہے کہ جس کے ذریعہ فوج تیار کرکے ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا جاسکے تو ایسی صورت میں وہ ملک معین والے اشخاص سے ٹیکس لے کر اس شر کا دفاع کرسکتی ہے۔ تو جب یہ شر ختم ہوجائے تو ان لوگوں سے ٹیکس لینا ختم کردیا جائے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ البانیہ

معاملات کا بیان صفحہ: 227